در کفے جامِ شریعت، در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی، یکہ توت، پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ
بیادگار حضرت ابوالبرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

رجسٹرڈ نمبر پی ۳۶۹
پندرہ روزہ

الحسن پشاور

مدیر اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۴۸ — جلد نمبر ۴

۱۰ اکتوبر ۱۹۹۴ء — ۱۰ جمادی الاول ۱۴۱۵ھ

مدیر اعلیٰ (فقیر) محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کرکے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

مجلس ادارت

مدیر: غلام الحسنین قادری گیلانی
(بی کام آنرز)

معاونین

۱۔ پروفیسر محمد اسماعیل صاحب سیٹھی
(سابق سیکرٹری تعلیم صوبہ سرحد)

۲۔ ڈاکٹر ام سلمیٰ گیلانی
(لیکچرر جناح کالج برائے خواتین پشاور یونیورسٹی)

۳۔ الحاج صوفی مشتاق احمد صاحب
(سابق پرنسپل ہائر سکنڈری سکول کوکشال پشاور)

۴۔ اقبال ریاض صاحب
(ایڈیٹر ہفت روزہ سیاست پشاور)

۵۔ سید محمد انور شاہ قادری
(لائبریرین ایجوکیشن کالج گل بہار پشاور)

(قانونی مشیر)

۱۔ محمد اسماعیل قریشی (ایڈووکیٹ)

۲۔ اویس احمد قادری (ایڈووکیٹ)

مجلس مشاورت

۱۔ سید محمد حسنین قادری گیلانی
(اے وی پی نیشنل بنک)

۲۔ سید سجاد حسین شاہ بخاری
(ایگزیکٹو انجینئر واپڈا)

۳۔ الحاج منظور الٰہی قادری
(وی پی یونائیٹڈ بنک)

۴۔ الحاج محمد عابد (صراف)

۵۔ ڈاکٹر محمد انعام قادری
(رجسٹرار خیبر ہسپتال پشاور)

۶۔ سمیع اللہ قادری
(لائبریرین ہائر سکنڈری سکول چمکنی پشاور)

مجلس منتظمہ

۱۔ سید علاؤ الدین علی قادری گیلانی

۲۔ سید سعید الزمان قادری گیلانی

۳۔ محمد سلیم قادری و حاجی سجاد حسین

سرکولیشن منیجر: سید نور الحسنین قادری گیلانی

اسسٹنٹ سرکولیشن منیجر سید حبیب شاہ قادری

پندرہ روزہ الحسن پشاور
جلد نمبر:۴۔ شمارہ نمبر ۴۸
۱۶ اکتوبر ۱۹۹۴ء۔ ۱۰ جمادی الاول ۱۴۱۵ھ

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	مصنف	صفحہ نمبر
۱۔	شذرہ	اقبال ریاض	۳
۲۔	یثرب کے جانے والے	محترمہ رسول جہاں بیگم	۴
۳۔	جمعیت سادات کا دورہ دیر	سید محمد انور شاہ قادری	۶
۴۔	اولیاء اللہ کی کرامت	عبداللہ جان فاروقی	۱۲
۵۔	استفتاء مع الجواب	حضرت علامہ مفتی خلیل الرحمٰن قادری نقشبندی	۱۶
۶۔	حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء	نیک محمد قادری	۲۲
۷۔	انوار علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ	مدیر اعلیٰ	۲۸
۸۔	سیر السلوک الی ملک الملوک	مدیر اعلیٰ	۳۱

قارئین کرام توجہ فرمائیں

شمارہ ھذا کے ساتھ ہی پندرہ روزہ الحسن کا دوسرا سال بفضل تعالیٰ جل جلالہ بعون نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بلطف سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ مکمل ہوا۔ قارئین کرام سالانہ چندہ مبلغ -/150 روپیہ بسلسلہ سال ۹۵-۱۹۹۴ء جلد از جلد ارسال فرمائیں تاکہ انہیں آئندہ کے لئے بھی رسالے کی ترسیل جاری رکھی جاسکے۔

شکریہ

شذرہ

ایڈمنسٹریٹر بلدیہ کی توجہ کے لئے

اقبال ریاض

میونسپل کارپوریشن پشاور کی خاتون ایڈمنسٹریٹر محترمہ وقار النزیب نے تقریباً دو ماہ قبل یوم آزادی کے موقع پر اہل شہر کو یہ خوشخبری سنائی تھی کہ پورے ایک سال بعد یعنی آئندہ یوم آزادی تک پشاور شہر کی تمام گلیوں کو پختہ کردیا جائے گا۔ اور سارے شہر میں سٹریٹ لائٹ کا نظام بھی بالکل درست ہو جائے گا۔ ایڈمنسٹریٹر صاحبہ کا یہ اعلان یقیناً خوش کن ہے۔ اگر وہ آئندہ یوم آزادی تک اپنے اس اعلان اور ارادے کو عملی جامہ پہنا سکیں تو ہم سمجھتے ہیں کہ اہل شہر کے نزدیک ان کا دور دوسرے سب بلدیاتی ناظمین سے زیادہ کامیاب تصور ہو گا۔ اور لوگ ان کی اس کارکردگی کو یاد رکھیں گے۔ تاہم دیکھنے میں آیا ہے کہ اس اعلان کو دو ماہ گزر جانے کے باوجود تاحال نہ تو شہر کی گلیوں کو پختہ کرنے کا کام شروع ہوا ہے۔ اور نہ سٹریٹ لائٹ کے مسئلے کی طرف توجہ دی گئی ہے۔ سٹریٹ لائٹ کا مسئلہ سب سے اہم سمجھا جاتا ہے۔ اکثر جگہوں اور بازاروں میں بجلی کی تاریں بوسیدہ ہیں اور بعض مقامات پر تو لٹکی ہوئی نظر آتی ہیں۔ جس کے نتیجے میں جانی نقصان کا بھی اندیشہ رہتا ہے۔ حالانکہ یہ بات آتشزدگی کا بھی پیش خیمہ ثابت ہو سکتی ہے۔ ہمیں توقع ہے کہ ایڈمنسٹریٹر صاحبہ نے جو وعدہ کیا ہے وہ اسے فراموش نہیں کریں گی اور اس سلسلے میں جلد عملی اقدام شروع کئے جائیں گے۔

یثرب کے جانے والے

محترمہ رسول جہاں بیگم

اے دیار شہ ذی جاہ کے جانے والے خاص دربار شہنشاہ کے جانے والے
سرور خلق کی درگاہ کے جانے والے منزل رحمت اللہ کے جانے والے

ہم سے برگشتہ نصیبوں کی خبر لیتا جا
تو سلام دل تفسیر جگر لیتا جا

خوشا جب تیری قسمت کا ستارہ ہوگا سامنے مسکن محبوب دل آرار ہوگا
گنبد سبز کا جی بھر کے نظارہ ہوگا باریابی کا سر بزم اشارہ ہوگا

اپنی رنگین بیانی میں اثر لیتا جا
تو سلام دل تفسیر جگر لیتا جا

جب ملے آہ رسا کو تیری اذن پرواز پہنچے تقدیر تجھے لے کے سر محفل ناز
کوئی تحفہ تو نہیں لائق سلطان حجاز مگر اک عرض ہے نا چیز کی اے بندہ نواز

نذر کو چشم عقیدت کے گہر لیتا جا
تو سلام دل تفسیر جگر لیتا جا

آہ میں طاقت پرواز نہیں ہے نہ سہی عشق میں جذب کا انداز نہیں ہے نہ سہی
نالہ تاثیر سے دمساز نہیں ہے نہ سہی دل تجلی سے سر افراز نہیں ہے نہ سہی

تو سلام دل تفسیر جگر لیتا جا

پہنچے جب سرور کونین کے کاشانے پر کمیاب روح ہے آمادہ نکل جانے پر
تنگ ہے دامن ہستی ترے دیوانے پر دل بیتاب بہلتا نہیں بہلانے پر

خبر شیفتہ خاک بسر لیتا جا
تو سلام دل تفسیر جگر لیتا جا

دل ہے آشفتہ طبیعت ہے نقائی میری قلق انگیز ہے اندوہ بیانی میری
نہ کہی جائے گی تجھ سے یہ کہانی میری خوب ہوتا جو بیاں ہوتی زبانی میری

تو پئے ذکر میرا قلب و جگر لیتا جا
تو سلام دل تفسیر جگر لیتا جا

شاعر دل نواز بھی بات اگر کہے ہری ہوتی ہے اس کے فیض سے مزرع زندگی ہری
شان خلیل ہوتی ہے اس کے کلام سے عیاں کرتی ہے اس کی قوم جب اپنا شعار آزری
اہل زمین کو نسخہ زندگی دوام ہے خون جگر سے تربیت پاتی ہے جو سخنوری

گلشن دہر میں اگر جوئے مئے سخن نہ ہو
پھول نہ ہو، کلی نہ ہو، سبزہ نہ ہو، چمن نہ ہو

(اقبال)

جمعیت سادات کا دورہ دیر

رپورٹ:۔ سید محمد انور شاہ قادری

لائبریرین گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن گلبہار پشاور

صوبہ سرحد کے شمال میں واقع خوبصورت اور صحت افزاء ریاست دیر ۱۹۶۹ء میں دیگر ہمسایہ ریاستوں سوات اور چترال کے ہمراہ پاکستان میں مدغم ہوئی اور اس طرح ضلع دیر، ضلع سوات اور ضلع چترال پر مشتمل ملاکنڈ ڈویژن کا قیام عمل میں آیا۔

ضلع دیر کا رقبہ ۲۰۴۰ مربع میل ہے

دیر نامی ایک ندی دریائے پنج کوڑا کی معاون ہے۔ اس ندی کے کنارے اسی نام کی ایک بستی آباد ہے جو والئی ریاست کا صدر مقام تھی۔ چنانچہ اس لحاظ سے تمام ریاست، دیر کے نام سے موسوم کی جاتی تھی جو اب ضلع دیر کہلاتی ہے۔

ضلع دیر میں سادات کرام بہت بڑی تعداد میں آباد ہیں۔ دیر کے تقریباً ۱۲۰ دیہات میں سادات کرام پھیلے ہوئے ہیں اور ان میں سے اکثریت غوث خراسان حضرت پیر بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد امجاد ہے۔

پشاور میں جب جمعیت سادات قائم ہوئی تو سادات دیر اکثر ماہانہ اجلاسوں میں تشریف لاتے رہے۔ ۲۹ اپریل ۱۹۹۴ء کے سادات کنونشن میں بھی سادات دیر کا ایک وفد شامل ہوا تھا۔ چنانچہ اس وقت سے وہ بار بار جمعیت سادات کو ضلع دیر کا دورہ کرنے کی دعوت دیتے رہے۔ چنانچہ جمعیت سادات کے گزشتہ ماہانہ اجلاس منعقدہ شاہ قبول اولیاء میں اس دورے کو آخری شکل دی گئی۔ اور پھر جمعیت سادات صوبہ سرحد پشاور کا بارہ رکنی وفد اپنے سرپرست اعلیٰ حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی کی قیادت میں ۸ اکتوبر ۱۹۹۴ء بروز ہفتہ صبح ساڑھے آٹھ بجے پشاور سے دیر روانہ ہوا۔ وفد

میں شامل اراکین کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

۱۔ حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی سرپرست اعلیٰ جمعیت سادات صوبہ سرحد

۲۔ الحاج سید ظفر علی شاہ صاحب۔ ممبر مجلس شوریٰ جمعیت سادات و ممبر قومی اسمبلی۔

۳۔ سید لیاقت علی شاہ کنوینر جمعیت سادات صوبہ سرحد۔ سجادہ نشین شاہ قبول اولیاءؒ

۴۔ سید تنویر الحسن گیلانی ممبر مجلس شوریٰ و سجادہ نشین مکھڈ شریف۔

۵۔ سید قمر عباس بخاری۔ ممبر مجلس شوریٰ و وزیر جیل خانہ جات صوبہ سرحد۔

۶۔ سید محمد علی شاہ۔ ممبر مجلس شوریٰ۔ رجسٹرار کوآپریٹو صوبہ سرحد پشاور۔

۷۔ سید مصطفیٰ شاہ بخاری۔ ممبر مجلس شوریٰ و ریٹائرڈ وائس پریذیڈنٹ بینک۔

۸۔ سید غلام السیدین گیلانی ممبر مجلس شوریٰ

۹۔ سید شبیر احمد شاہ بخاری ممبر مجلس شوریٰ

۱۰۔ سید اسماعیل شاہ

۱۱۔ سید ماجد علی شاہ گیلانی۔ کنوینر یوتھ ونگ۔ جمعیت سادات

۱۲۔ سید غلام الحسنین نائب کنوینر یوتھ ونگ۔ جمعیت سادات ایڈیٹر پندرہ روزہ الحسن پشاور

۱۳۔ سید محمد انور شاہ قادری۔ لائبریرین گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن گل بہار پشاور

جبکہ سید مکرم علی شاہ صاحب اور جناب میجر ریٹائرڈ سید عظمت علی شاہ صاحب پہلے سے وہاں موجود تھے۔

جمعیت سادات کا یہ قافلہ تقریباً گیارہ بجے کے قریب چکدرہ پہنچا۔ جہاں بہت بڑی تعداد میں سادات کرام سید دلاور جان صاحب سرپرست جمعیت سادات دیر کی قیادت میں اپنے اکابرین کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ یہاں پر سادات کرام سے ملنے کے بعد جلوس کی صورت میں یہ وفد تیمرگرہ پہنچا اور وہاں نماز ظہر کے بعد سید شمس تبریز باچا صاحب کے حجرے میں سادات کرام کا ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جس کی صدارت حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی نے کی۔ سٹیج سیکرٹری کے

فرائض سید محمود شاہ صاحب آف رباط نے انجام دیئے۔ جو انتہائی مخلص اور بے لوث کارکن ہیں اور آپ ہی کی وساطت سے جمعیت سادات کا پیغام دیر میں پہنچا۔ تلاوت کا شرف راقم الحروف کو حاصل ہوا۔ نعت شریف سید عابد علی شاہ آف کمبڑ نے پڑھی۔ تیمرگرہ کے سید کامل جان نے سپاسنامہ پڑھا۔ سید لیاقت علی شاہ صاحب مرکزی کنوینر جمعیت سادات، سید ظفر علی شاہ ایم این اے، سید قمر عباس بخاری وزیر جیل خانہ جات، سید مکرم علی شاہ صاحب اور جناب حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی سرپرست اعلیٰ جمعیت سادات نے جمعیت سادات کے اغراض و مقاصد بیان کئے اور سادات دیر کو اس میں شمولیت کی دعوت دی۔ جمعیت سادات دیر کے سرپرست سید دلاور جان صاحب۔ بونیر کے جناب سید مکمل شاہ صاحب اور میزبان جناب سید ہدایت اللہ جان صاحب ولد سید شمس تبریز باچا صاحب نے جمعیت سادات پشاور کا شکریہ ادا کیا اور سادات کرام کے اتحاد و یکجہتی کے لئے کی جانے والی مساعی کو سراہتے ہوئے ہر قسم کے تعاون کا یقین دلایا۔

جلسے کے اختتام پر سید ہدایت اللہ جان صاحب نے ایک پر تکلف ظہرانہ دیا۔ کھانا کھانے کے بعد جمعیت سادات کا وفد دیر کے سادات کرام کے ہمراہ رباط پہنچا۔ جہاں سید حیدر علی شاہ صاحب نے عصرانے کا اہتمام کیا تھا۔ نماز عصر ادا کرنے کے بعد وفد کے ارکان دیر روانہ ہوئے اور رات "پناکوٹ ریسٹ ہاؤس دیر" میں بسر کی۔

پہاڑ کی چوٹی پر واقع یہ نفیس اور خوبصورت ریسٹ ہاؤس شاہجہاں خان نواب آف دیر نے تعمیر کیا تھا۔ اس کے نیچے دریائے موج کوڑا بہتا ہے۔ شمالی پہاڑوں کی چوٹیاں برف سے ڈھکی ہوئی تھیں اور سورج کی کرنوں میں انتہائی دلکش منظر پیش کر رہی تھیں۔

دوسرے دن صبح ۹ اکتوبر کو یہ وفد دیر سے کچھ فاصلے پر گنوڑی پہنچا۔ جہاں سید دلاور جان صاحب سرپرست جمعیت سادات کے ہاں ایک عظیم الشان جلسہ حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی سرپرست اعلیٰ جمعیت سادات صوبہ سرحد کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس کی کمپیئرنگ جناب سید جہانگیر شاہ صاحب نے کی۔ تلاوت کلام پاک سے سید فضل حیات جان نے آغاز کیا۔ سید فضل

مستان جان صاحب نے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حضور گلہائے عقیدت پیش کئے۔ سید ہاشم حسین جان صاحب نے سپاسنامہ پڑھا۔ سید لیاقت علی شاہ کنوینر جمعیت سادات، سید تنویر الحسن ممبر مجلس شوریٰ، الحاج سید ظفر علی شاہ ایم این اے، سید قمر عباس بخاری وزیر جیل خانہ جات صوبہ سرحد حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی سرپرست اعلیٰ جمعیت سادات اور سید ماجد علی شاہ کنوینر یوتھ ونگ نے جمعیت سادات کا تعارف پیش کیا۔ جمعیت سادات کے پلیٹ فارم پر سادات کرام کو متحد کرنے اور ایک عظیم الشان "سادات اکیڈیمی" کے تعلیمی منصوبے سے انہیں آگاہ کیا۔ جمعیت سادات کے سرپرست اعلیٰ حضرت سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی مدظلہ العالی جب خطاب کے لئے اٹھے تو تمام حاضرین بھی کھڑے ہو گئے۔ اس وقت نشتر ہال میں جمعیت سادات کنونشن کا سماں نظروں میں گھوم گیا۔ وہاں پر بھی تمام حاضرین کھڑے ہو گئے تھے۔ سید دلاور جان صاحب سرپرست جمعیت سادات دیر، سید ہاشم حسین جان کنوینر یوتھ ونگ جمعیت سادات دیر نے اپنے خطاب میں جمعیت سادات کے اکابرین کا شکریہ ادا کیا کہ وہ اس دور افتادہ اور پسماندہ خطے میں سادات کو اکٹھا کرنے کے لئے تشریف لائے اور انہوں نے دیر میں جمعیت سادات کو منظم کرنے کے لئے اپنی خدمات پیش کیں۔ جلسے کے بعد نہایت عمدہ اور پرخلوص ناشتے سے حاضرین محفل کی تواضع کی گئی اور پشاور کے مہمانوں کو ایک ایک گرم ٹوپی کا تحفہ دیا گیا۔

گوڑی سے چل کر جمعیت سادات کے وفد نے رباط پہنچ کر سید محمود شاہ صاحب کے ہاں چائے نوش کی اور پھر موضع کمبڑ علاقہ میدان کو روانہ ہوا۔ یہاں کے سادات کرام نے "کفرپورہ" کے مقام پر شاندار استقبال کیا۔ کمبڑ پہنچ کر سید مبارک جان صاحب کی رہائش گاہ پر عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا صدارت جمعیت سادات کے سرپرست اعلیٰ حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے فرمائی۔ نظامت کے فرائض سید غلام ربانی نے سنبھالے۔ سید حبیب شاہ صاحب نے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ سید جواد ہادی شاہ نے نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھی۔ سید سلطان زیب صاحب نے ایک ولولہ انگیز سپاسنامہ پیش کیا۔ سید عابد جان صاحب نے پشتو میں اپنا منظوم کلام سنایا جس میں سادات

کرام کو اتفاق و اتحاد کی دعوت دی گئی۔ سید ظفر علی شاہ ایم این اے، سید قمر عباس بخاری، حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی اور سید ماجد علی شاہ گیلانی نے جمعیت سادات کے قیام کی غرض و غایت اور منشور بیان کیا۔

کمبڑ کے جناب سید سلطان حمید شاہ صاحب سید شیرین جان صاحب اور میزبان سید مبارک جان صاحب نے جمعیت سادات کے قائدین کی تشریف آوری پر شکریہ ادا کیا اور جمعیت سادات کے منشور سے مکمل اتفاق کرتے ہوے۔ جمعیت سادات کو ہر قسم کے تعاون کا یقین دلایا۔

آخر میں پر خلوص دعوت طعام سے سادات کرام کی ضیافت کی گئی۔ یہاں سے رخصت لے کر جمعیت سادات کے اکابرین نے چکدرہ کے قریب میاں بڑنگولہ میں سید عبدالکبیر شاہ صاحب کے ہاں کچھ دیر قیام کیا، چائے نوش کی اور سادات سے ملنے کے بعد واپس پشاور روانہ ہوئے۔

اس دورہ دیر کے دوران حضرات سادات دیر نے ہر مقام پر جس محبت و خلوص عزت افزائی و پزیرائی اور خاطر تواضع کا اہتمام کیا اسے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا جناب قمر عباس صاحب بخاری وزیر جیل خانہ جات صوبہ سرحد نے تو اپنے ایک خطاب میں سادات دیر کی میزبانی اور مہربانی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ "ہم پر سادات دیر کا جو قرضہ واجب الادا ہوگیا ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم یہ قرضہ کیسے اتاریں گے"۔ نیز ہر جگہ جمعیت سادات کے وفد کا جو شاندار استقبال کیا گیا اور پھر جس تنظیم و ترتیب اور ادب و احترام سے انہوں نے قائدین سے مصافحہ و معانقہ کیا وہ انتہائی قابل دید اور حیرت انگیز مناظر تھے۔ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ شہروں سے دور پہاڑوں میں بسنے والے لوگ اس قدر سلیقہ مندی اور شائستگی کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔ یقیناً آل نبی، اولاد علی یعنی سادات کرام جہاں بھی ہوں انتہائی مہذب و متمدن اور فیاض ہیں۔ ان کی رگوں میں حسنی حسینی خون گردش کر رہا ہے۔ اور اس مادی دور میں بھی وہ اخلاق حسنہ سے متصف ہیں۔ اور امت کی رہنمائی کے لئے جن امتیازی اوصاف کی ضرورت ہے وہ ان میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ انہیں ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا جائے اور ان کی پوشیدہ و خوابیدہ صلاحیتوں کو بیدار کیا جائے۔ اور انہی مقاصد کو مد نظر رکھتے ہوئے جمعیت سادات قائم کی گئی ہے

اور جمعیت سادات کے دورہ دیر کے بعد دیر کے ۱۲۰ دیہات میں پھیلے ہوئے سادات کرام تک یہ پیغام پہنچانا اور انہیں جمعیت سادات کی لڑی میں پرونا جمعیت سادات دیر کی ذمہ داری ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل انہیں توفیق عطا فرمائے کہ وہ سادات دیر کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کر کے منزل مقصود کی طرف رواں دواں ہو جائیں۔

آمین ثم آمین و بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تخلیق زبان

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے تخلیق زبان کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرمایا

"جس دن حق تعالیٰ سبحانہ نے چاہا کہ بنی آدم کے منہ میں زبان ڈالے تو اس نے زبان سے فرمایا کہ اے زبان خاص کر تیری تخلیق سے غرض یہ ہے کہ سوائے میرے نام کے تو اور کچھ نہ بولے اور تجھ سے سوائے میرے کلام کے اور کچھ نہ نکلے اور اگر اس کے علاوہ تو بولی تو خود اپنے ساتھ سارے اعضاء کو بھی مصیبت میں ڈالے گی۔ پس اے درویش! زبان کی تخلیق خاص کر تلاوت کلام پاک کے لئے ہوتی ہے"۔

اولیاء اللہ کی کرامات

عبداللہ جان فاروقی نقشبندی

عقائد نسفی میں لکھا ہے کہ اولیاء اللہ کی کرامت حق ہے ولی کی کرامت اس خرق عادت کو کہتے ہیں جو فوق الاسباب ہو اور ظاہری اسباب سے اس کا ظہور نا ممکن ہو جیسے تھوڑے وقت میں دور دراز کا فاصلہ طے کرنا، دریا کے اوپر چلنا، غیب سے طعام وغیرہ موجود کرنا ________ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی سے اس قسم کے امور صادر ہو جائیں۔ تو جان لو۔ کہ یہ اللہ تعالیٰ کا دوست ہے ________ کرامات وہ بڑا رتبہ ہے جو ولی اللہ کو ظاہراً و باطناً حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع سے میسر ہو سکے۔

پندار سعدی کہ راہ صفا۔ توان رفت جز در پئے مصطفےٰ۔

صحابہ کرام اور اولیاء اللہ سابقین کے عہد سے کرامات کا ظہور چلا آ رہا ہے جو بوجہ کمال اتباع سنت حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات سے حاصل ہو جاتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ نے اپنے مکتوبات شریف میں لکھا ہے کہ خوارق و کرامات کا ظہور نہ تو ولایت کے ارکان میں سے ہے اور نہ اس کی شرائط سے مگر نبی کیلئے ان کا معجزہ جس کا اظہار مقام نبوت کے شرائط میں سے ہے اولیاء اللہ سے خوارق کا ظہور عام اور شائع ہیں ایسا ہی کم ہوا ہے کہ کسی ولی سے ان کا ظہور نہ ہوا ہو ہاں کثرت سے ظہور خوارق افضلیت پر دلالت نہیں کرتا وہاں ایک دوسرے پر فضیلت قرب الٰہی رکھنے والے بزرگ سے خوارق کا ظہور بہت کم ہو اور کم قرب رکھنے والے سے ان کا ظہور زیادہ ہو وہ خوارق جو اس امت کے بعض اولیاء سے ظاہر ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے اس کا دسواں حصہ بھی ظاہر نہیں ہوئے حالانکہ سب سے افضل ولی ادنےٰ صحابی رضی اللہ عنہ کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔

رسالہ "یواقیت الحرمین الشریفین" میں ایک مشہور بزرگ حضرت خواجہ محمد معصوم خلف الرشید

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہما کی کرامت اور روحانی دنیا میں روحانی تصرف کا واقعہ بیان کیا گیا ہے یہ ایک عظیم المثال یادگاری واقعہ ہے۔

"یواقیت الحرمین" میں لکھا ہے کہ حضرت عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم قدس اللہ سرہ کو حرمین الشریفین کے سفر کا ارادہ ہوا اس وقت انہیں کشف کے ذریعہ خبردار کر دیا گیا کہ "ہندوستان سے تمہارے خروج سے دیار ہند میں مختلف بلائیں اور مصیبتیں نازل ہوں گی اس ملک میں عظیم تغیرات رونما ہو جائیں گے آپ کی موجودگی میں یہ تمام امور اس ملک میں تعویق میں تھے" حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت کامل کے تابع کو تمام کمالات متبوع سے حصہ ملتا ہے بموجب آئیہ کریمہ ما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم (جب تک آپ ان میں ہو اللہ انہیں عذاب نہیں دے گا) جس وقت حج (حرمین الشریفین) سے واپسی ہو تب امن و امان کے فوائد کا موجب ہوگا فوقع کما کشف لہ (جس طرح انہیں کشف ہوا تھا ویسا ہی ہوا) ان مکشوفات و تقاضائے احوال کے باعث چند مقدمات پیش ہوتے۔ کہ جب حضرت خواجہ محمد معصوم حج کے ارادہ سے روانہ ہو کر دارالسلطنت پہنچ گئے تو یہاں ایک سید زادہ نے آپکی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میری ایک حسینہ زوجہ جو مجھے۔ بہت مقبول تھی ایک دن ایک ہندو رانا جو ہندو فرقے کا رئیں اور بادشاہ کے مقربین میں سے تھا اس کو دیکھ کر فریفتہ ہوا اس نے زبردستی سے مجھ سے چھین لیا اس سلسلہ میں میں نے ہر امیر کے پاس استغاثہ پیش کیا مگر ہر ایک نے اس کے رعب و دبدبے کے باعث میری درخواست سلطان داراشکوہ کو نہ پہنچائی اور میری فریادرسی نہ کی حضرت خواجہ محمد معصوم اور آپکے بڑے بھائی خواجہ محمد سعید رحمتہ اللہ علیہما اس واقعہ کے سننے سے کمال غیرت کی وجہ سے جو لوازم ولائیت ہے۔ بہت خفا ہوتے اس سید سے فرمایا کہ میں خود ہی بادشاہ کے پاس جا کر حالات بتادونگا اگر اس نے مان لیا تو۔ بہتر ورنہ اس کی سلطنت کو تبدیل کرنے کی کوشش کرونگا وہ فوراً بادشاہ کے پاس تشریف لیگئے اس وقت دارالشکوۃ بادشاہ تھا سید کے حال سے انہیں آگاہ کیا اور اس بیچارے کے حال پر غور کرنے کا مطالبہ کیا سلطان نے رانا کے لحاظ جو وہ بڑے امیروں میں سے تھا اس مقدمہ کے غور پر سستی کی اور کہا کہ میں ایک عورت کی خاطر ایسے معتبر امیر کو شرمندہ نہیں کرنا چاہتا مگر

یہ کر سکتا ہوں کہ آپکی خاطر اس سید کو بڑی رقم دے سکتا ہوں جس پر وہ دوسری شادی کر لے۔

ہر دو حضرات خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم نے اس جواب سے ناراض ہو کر فرمایا جبکہ تم اس سید آدمی کے حال پر غور نہیں کر سکتے اور اس کافر کو سزا نہیں دیتے ہم اس سفر کے اختتام کے بعد ہر گز ہندوستان واپس نہیں آئیں گے جب تک تم یہاں کا بادشاہ ہو بادشاہ نے جواب میں کہا آپ حضرات کو اختیار ہے میں اس وقت اورنگ زیب کی طرف دکن کو لشکر کشی کا ارادہ رکھتا ہوں جو وہ مجھ سے باغی بن گیا ہے اسلئے فی الحال دوسرے امور کی طرف توجہ نہیں دے سکتا اور رانا جیسے امیر کو اپنے آپ سے خفا نہیں کرنا چاہتا خواجہ محمدم معصوم نے جواب میں فرمایا جب رانا اور ان کے معاونین کو سزا نہ دی جائے تو ہم انشاء اللہ ہندوستان نہیں آئیں گے آپ سلطان کی مجلس سے اٹھ گئے حضرات کی ہیبت باطنی بادشاہ کی طبیعت پر اس قدر غالب ہوئی کہ کسی قسم کی اذیت کا خیال بھی نہ کر سکا۔

جب ہر دو حضرات دکن کے وطن پہنچے سلطان اورنگزیب وہاں پر تھے آپ کے حرمین الشریفین کے ارادے یہاں آنے کی خبر ہوئی نیز دارلشکوہ سے اختلاف کی بھی آگاہی ہوئی جس سے اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کی قوی امید پیدا ہو گئی اس لئے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر مرید ہو گئے اور عرض کیا کہ دارالشکوہ کی بہ نسبت مجھے مقابلہ کرنے کی کوئی دسترس نہیں ہے مگر آپ کے محکم دستاویز کے مطابق امید کی جا سکتی ہے حضرت اقدس نے فرمایا کوئی فکر نہ کر بمطابق آیہ کریمہ کم من فئتہ قلیلتہ غلبت فئتہ کثیرۃ باذن اللہ جب تک اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ہندوستان پر تمہاری سلطنت قائم نہو ہم ہر گز ہندوستان واپس نہ ہونگے اس خوشخبری سے اورنگ زیب کا دل مزید مضبوط ہو گیا اور لشکر کی تیاری شروع کی دارالشکوہ کے خلاف مقابلہ کرنے کے قابل بن گیا۔

جب حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ نے مدینہ منورہ میں روضہ اقدس کی شرف یابی حاصل کی اسوقت جو اورنگ زیب سے وعدہ فرمایا تھا بحضور عالی عرض کیا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہند کی سلطنت اورنگ زیب کو عطا کرنے کا وعدہ فرمایا مگر آپ نے اس بات کا ذکر فرمایا کہ دارالشکوہ اپنے آپکو حضرت غوث صمدانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے مریدوں میں شمار کرتا ہے

اسلئے آپ اپنے فرزند ارجمند حضرت صبغتہ اللہ کو بغداد بھیج دیں تاکہ تمہارا یہ مقصد حاصل ہو جائے اور وہ دارالشکوہ کی حمائیت سے ہاتھ اٹھالیں۔

لہذا اس ارشاد کے مطابق خواجہ محمد معصوم نے اپنے فرزند ارجمند صبغتہ اللہ کو بغداد بھیجدیا انہوں نے مزار شریف کا شرف حاصل کر کے اس مقصد کو عرض کیا حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے اس عرض کو قبول کر کے اپنی طرف سے مزید خلعت غوثیت حضرت محمد صبغتہ اللہؒ کو عنائیت فرمایا۔

حضرت خواجہ محمد معصوم بلاد عرب تشریف لے گئے تو ہندوستان پر مختلف بلاؤں کا نزول ہوا قحط، وبا، بدامنی، گوناگوں امراض، اور زوال سلطنت دارالشکوہ لوگوں کیلئے سبب ہلاکت و ذلت بن گئے جبکہ دارالشکوہ کی سلطنت کا زوال اور ہند پر اورنگ زیب عالمگیر کے تسلط کی خبر عرب میں حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کو ملی اس وقت احکام حج اور روضہ مقدسہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے فراغت پا کر ہندوستان کو اللہ تعالی کے ہزاروں انعامات کے ساتھ مراجعت فرمایا ان کا ورود مسعود بلاد ہند میں موجب نزول رحمت و برکت ہوا اورنگ زیب آپکی واپسی کی خبر سن کر چند منزل استقبال آگے بڑھا آداب عجز و نیاز بجالائے بلاد ہند میں انکی خدا پرستی، دینداری، نظام سلطنت اور استقامت علی الشریعت کیلئے تاریخی شہرت رکھتی ہے۔

جس میں نہ ہو انقلاب، موت ہے وہ زندگی
روح امم کی حیات کشمکش انقلاب
صورت شمشیر ہے دست قضا میں وہ قوم
کرتی ہے جو ہر زماں اپنے عمل کا حساب
نقش ہیں سب ناتمام خون جگر کے بغیر
نغمہ ہے سودائے خام، خون جگر کے بغیر

(اقبال)

استفتار مع الجواب

حضرت علامہ مفتی خلیل الرحمن قادری نقشبندی گلوزئی پشاور

علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں؟
ہمارے ہاں ماہ صفر کے آخری چہار شنبہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روح پر فتوح کے ایصال ثواب کے لئے کھیر یا چوری کی نیاز دی جاتی ہے جسکو لوگ ازواج مطہرات اور خاتون جنت کی سنت تصور کر کے کرتے ہیں۔ زمانہ مدید گزرنے کے باوجود آج بھی اکثر مسلمان اس کار خیر کو کرتے ہیں۔
دریافت طلب امر یہ ہے کہ شریعت مطہرہ میں اسکی اجازت ہے کہ نہیں مہربانی فرما کر مدلل جواب بحوالہ کتب ارقام فرما کر مشکور فرمادیں۔ بینوا توجروا
المستفتی:۔ سید حبیب شاہ موضع وڈپگہ تحصیل و ضلع پشاور

24/09/94

الجواب

شریعت اسلامی میں صدقہ کرنا ایصال ثواب کی نیت سے ہر وقت جائز ہے۔ اسکے لئے نہ مکان کی قید ہے اور نہ زمان بعض لوگ ایصال ثواب کے لئے دن تاریخ جو مقرر کرتے ہیں اس پر بھی کچھ لوگ اعتراض کرتے ہیں حالانکہ یہ انکی بڑی غلطی ہے۔

علماء دیوبند کے متفق علیہ پیر و مرشد شیخ الطریقت حضرت شاہ امداد اللہ صاحب مہاجر مکی فیصلہ ہفت مسئلہ میں فرماتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ نفس ایصال ثواب ارواح میں کسی کو کلام نہیں اس میں اگر تخصیص و تعین دن کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے یا واجب فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ مصلحت باعث تقیید ہیئت کذائیہ ہے تو کچھ حرج نہیں۔ فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ۱۲۴

دوسری جگہ ہے۔
رہا تعین تاریخ تو یہ بات تجربے سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہو تو اس وقت یاد آجاتا ہے اور ضرور ہو رہتا ہے اور نہیں تو سال ہا سال گذر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں آتا اسی قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں۔ فیصلہ ہفت مسئلہ ۱۳۸
غرض تاریخ و یوم کی تخصیص و تعین عرفی ہے جس سے ثواب میں خلل نہیں پڑتا یہ تخصیصات و تقییدات خالق کائنات نے مباح کی ہیں۔ فیصلہ ہفت مسئلہ ۱۴۰
ان عبارات سے صاف ظاہر ہوا کہ صدقات و ایصال ثواب میں تعین یوم وغیرہ شرعاً ممنوع نہیں ہیں۔ لہذا اس پر اعتراض لغو اور فضول ہے۔
ماہ صفر کے آخری چہار شنبہ کو صدقہ کرنا یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روح مبارک کے لئے ایصال ثواب کی نیت سے چوری یا کھیر وغیرہ میں نیاز دینا شرعاً بالکل جائز بلکہ باعث اجر عظیم ہے۔ کیونکہ آخری چہار شنبہ میں صدقہ کرنا تو خود صحابہ کرام اور اہل بیت کے فعل سے ثابت ہے جسکو متعدد کتابوں نے نقل کیا ہے۔ جیسا کہ جلیس الناصحین ص ۵۱۔ علم الیقین ص ۲۱۷۔ انیس الواعظین ص ۱۶۳۔ اور تذکرۃ الواعظین ص ۱۴۲ وغیرہ
تذکرۃ الواعظین کی عبارت درج ہے ملاحظہ فرماویں۔
وروی اذا اتی الصفر سقم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیہ کثیرا فاحزن اصحابہ کلہ بفراقہ فیکون حتی ذہب البصر من عیون اربع امرء و ثلثۃ امرءۃ فمس علیہ السلام یدہ علی عیونہم فابصر اللہ عیونہم فقال علیہ السلام ایہا البصراء انا اضمن بدخول جنتکم فکان مرضہ فیہا کثیرا فاذا جاء یوم الاربعاء فتح رسول اللہ علیہ السلام عینیہ فقال یا عائشۃؓ البشرک لانہ فی جسدی صحۃ حذا الیوم فردا کلہم واکلوا الطعام قلیلاً و تصدقوا للفقراء بقدر وسعتہم فانفق ابوبکرؓ علی اخی علیہ السلام عشرۃ الاف درہم وانفق عمرؓ سبعۃ الف درہم و عثمان خمسۃ مائۃ درہم و علیؓ عشرۃ الاف درہم فاذا جاء وقت العصر مرض جسمہ فمات فی تلک المرض فی سلخ ربیع الاول۔ تذکرۃ الواعظین ص

۱۴۲

ترجمہ:۔ روایت ہے کہ جب صفر کا مہینہ داخل ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیماری لاحق ہوئی صحابہ کرام بوجہ فراق و عدم ملاقات بہت زیادہ روتے تھے حتیٰ کہ چار مردوں اور تین عورتوں کی بینائی ختم ہو گئی پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکی آنکھوں پر ہاتھ مبارک پھیرا تو بینائی واپس آگئی اور فرمایا حضور علیہ السلام نے کہ میں ضامن ہوں تمہارے لئے جنت کا اور اس دن حضور کی بیماری بہت سخت تھی۔ پس جب چہار شنبہ کا دن آیا تو حضور مبارک نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا اے عائشہ میں تم کو خوشخبری دیتا ہوں کہ میرا جسم آج صحت مند ہے اور اس ارشاد سے سب خوش ہوئے اور سب نے طعام کھایا اور فقراء کو طعام صدقہ بھی کیا پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دس ہزار روپیہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نچھاور فرماتے۔ اور صدقہ کئے عمر رضی اللہ عنہ نے سات ہزار روپیہ وعثمان رضی اللہ عنہ نے پانچ صد روپیہ صدقہ کئے اور علی رضی اللہ عنہ نے دس ہزار روپیہ صدقہ کئے جب عصر کا وقت آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پھر بیماری لوٹ آئی اور ماہ ربیع الاول میں اسی مرض میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے۔

مندرجہ بالا عبارت سے صاف ظاہر ہوا کہ آخری چہار شنبہ کو صدقہ کرنا صحابہ کرام اور ازواج مطہرات اور اہل بیت کا فعل ہے جسکا انکار کوئی معاند ہی کر سکتا ہے۔ فافہم

اب انیس الواعظین کی عبارت درج کیجاتی ہے۔ عبارت کافی طویل ہے لہذا اختصار سے کام لیا جاتا ہے۔

سوال۔ چہ حکمت است کہ در آخر چہار شنبہ ماہ صفر ہر کسے شادی میکند و طعام فراخ میسازد

ترجمہ۔ اس میں کیا حکمت ہے کہ ماہ صفر کے آخری چہار شنبہ کو سب کوئی خوشی کرتے ہیں اور فراخی کے ساتھ طعام تیار کرتے ہیں۔

الجواب

بعضے گویند دریں روز توبہ مہتر آدم، پذیر شدو بعضے گویند دریں روز فرعون علیہ اللعنت بالشکر باہم غرق شد مؤمنان شادی کردند و بعضے گویند کہ کشتی نوح، دریں روز برزمین استاد انظر برص ۳

فاما صحیح آنست کہ رسول علیہ السلام رابیشتر دریں ماہ زحمت بود ہمہ صحابہ درغم واندوہ بودند از سبب فراق رسول علیہ السلام میگریستند چنانچہ از غایت گریہ چہار مردو سہ عورت نابینا شد نہ پیغمبر گفت ایشان رابر من بیار یدخوئی مبارک برچشم ایشان مالیدند صحت یافتند رسول علیہ السلام گفت ضمان بہشت شمامنم

ترجمہ:۔ بعض کہتے ہیں کہ اس دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تھی اور بعض کہتے ہیں اس دن فرعون علیہ اللعنۃ بمعہ لشکر غرق ہوا تھا اور مؤمنوں نے خوشی منائی تھی بعض کہتے ہیں کہ اس روز حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی زمین پر لگ گئی تھی۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ماہ صفر میں بوجہ بیماری سخت تکلیف تھی تمام صحابہ۔ بہت زیادہ غمگین وپریشان تھے بوجہ فراق نبی علیہ السلام روتے رہتے۔ یہاں تک کہ زیادہ رونے کی وجہ سے چار مردوں اور تین عورتوں کی بینائی ختم ہو گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انکو میرے پاس لے آؤ پھر حضور علیہ السلام نے اپنا لعاب مبارک انکی آنکھوں پر لگایا تو انکی بینائی واپس آگئی مزید حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے جنت میں داخل ہونے کے لئے میں ضامن ہوں۔

چوں آخر چہار شنبہ شد واں بیست وہفتم و یا بیست و ہشتم ماصفر بود نزدیک صبح رسول علیہ السلام بہتر شد و چشم کشاد گفت من عندی عائشتہ رضی اللہ عنہا گفت جان من فدائے تو بادمنم عائشہؓ راگفت بشارت بادتراکہ وجود من سبک شدہ است

ترجمہ:۔ جب آخری چہار شنبہ کا دن آیا اور وہ ماہ صفر کی ستائیس یا اٹھائیں تاریخ تھی صبح کے قریب

حضور علیہ السلام صحت مند ہوئے اور آنکھیں کھولیں اور فرمایا میرے پاس کون ہے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا میری جان آپ پر فدا ہو میں ہوں عائشہ رضی اللہ عنہا، حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اے عائشہ تمکو خوشخبری ہو کہ میرا جسم صحت مند ہے۔

رسول علیہ السلام نماز بامداد ایستادہ امامت کرد یاران شاد شدند وہر کسے صدقہ آورد ابوبکر صدیقؓ ہفت ہزار درہم صدقہ آورد و عمرؓ پنج ہزار درہم صدقہ کرد و عثمانؓ دہ ہزار آورد و علی مرتضیٰؓ سہ ہزار آورد و عبدالرحمٰن بن عوف صد اسپ و صد شتر وہر کسے بر اندازہ روزگار صدقہ دادند و ہر کسے دعوتی کردہ شادی نمودند۔ انیس الواعظین مجلس نمبر ۱۵ اص ۱۶۱

ترجمہ:۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کی نماز کھڑے ہو کر پڑھائی تمام صحابہ کرام بہت خوش تھے اور اس خوشی میں صدقے دیئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سات ہزار روپیہ صدقہ کیا حضرت عمرؓ نے پانچ ہزار صدقہ کیا اور حضرت عثمانؓ نے دس ہزار روپیہ صدقہ کیا اور حضرت علی مرتضیٰؓ نے تین ہزار روپیہ صدقہ کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ایک سو گھوڑے اور ایک سو اونٹ دیئے۔ اس طرح ہر شخص نے حسب توفیق صدقہ دیا۔ آپس میں دعوتیں کیں اور خوشی منائی۔ ہمارے ہاں آخری چہار شنبہ کو جو چوری وغیرہ کی نیاز دی جاتی ہے اسکا دارومدار بھی اسی پر ہے کہ اس دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صحت یابی نصیب ہوئی تھی اور اسی کی خوشی میں خلفاء راشدین اور صحابہ کرام نے خوشی کا اظہار بھی کیا اور سب نے صدقات بھی دیئے۔ اب اگر مسلمان خلفائے راشدین کی سنت پر عمل کرتے ہیں تو ان پر قسم قسم فتوے جڑ دیئے جاتے ہیں۔

حالانکہ آقائے دو جہان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

علیکم بسنتی وسنت الخلفاء الراشدین۔ لازم ہے تم پر میری سنتوں پر عمل کرنا اور میرے خلفاء راشدین کی سنتوں پر۔ اب مسلمان اگر انکی تابعداری کرتے ہیں اور آخری چہار شنبہ کو صدقات دیتے ہیں۔

ایصال ثواب کی نیت سے تو یہ کونسی بدعت ہے۔ کاش بدعت کی رٹ لگانے والے بدعت بدعت کی تعریف تو کم از کم جانتے کہ بدعت ہے کیا چیز؟

اہل سنت والجماعت کے نزدیک ایصال ثواب مطلوب شرعی ہے جو ہر قسم کی قید و بند سے آزاد ہے۔ بغیر دن تاریخ مقرر کرنے کے بھی ایصال ثواب جائز ہے اور اگر دن تاریخ کا تقرر کیا جائے تو یہ بھی جائز ہے جیسا کہ گزشتہ سطور میں عبارت حضرت حاجی امداد اللہ صاحب سے اچھی طرح واضح ہوا۔

کجرو کے لئے انبار کتب بھی بے سود ہے

اور عقلمند کے لئے اشارہ ہی کافی ہے۔

هذا مانقلت من الکتاب — احقر خادم الدین خلیل الرحمن قادری نقشبندی مجددی

واللہ اعلم بالصواب — گلوزوی پشاوری

بندہ اور خدا کے درمیان حجاب

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

اے درویش! بندہ اور مالک کے درمیان جو پردہ ہے وہ دل کی آلائشوں اور گندگیوں کی وجہ سے ہے جب یہ سب دور ہو جاتا ہے اور دل توبہ کر کے اپنے آپ کو پاک و صاف کر لیتا ہے تو پھر مالک اور اس کے درمیان کوئی پردہ نہیں رہتا ہے۔ پس اے درویش یہی دنیاوی مشغولیت دل کی آلائش اور گنہگاری ہے اس لئے تو دل کو تمام خواہشات اور رغبتوں سے پاک رکھ تاکہ پردہ درمیان سے اٹھ جائے اور لذت و شہوات کے بجائے مشاہدہ اور مکاشفہ کے مقام پر پہنچ جائے۔ انشاء اللہ

محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ

از:۔ نیک محمد قادری

سلطان المشائخ، برہان الحقائق، سرور اولیائے دیں۔ پیشوائے اصفیائے عالم یقیں۔ عالم علوم ربانی، کاشف اسرار رحمانی، عاشق معدن کان کرامت۔ محبوب رب العالمین، نظام الحق، سلطان الاولیاء۔ نظام الدین محمد، محبوب الٰہی چشتی دہلوی ان بزرگ ترین اولیاء اللہ میں سے ہیں۔ جو مقام قطبیت و غوثیت اور مقام فردیت سے گزر کر مقام محبوبیت تک پہنچے۔ آپ عشق کامل، شوق وفر، وجد صادق، حال قوی اور بلند ہمت رکھتے تھے۔ آپ نے اپنی نور ولایت سے سارے ہندوستان کو منور فرمایا۔ اور ایک جہاں کو ہدایت بخشی۔ آپ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے بزرگ ترین مرید و خلیفہ تھے۔

من کہ در شکل یار حیرانم
سیر اوصاف او کجا دانم (۱)

نسب مبارک:۔ آپ کے بزرگان شہر بخارا کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد کے دادا خواجہ علی اور آپ کی والدہ کے دادا خواجہ عرب دونوں بزرگ بخارا سے لاہور پہنچے۔ وہاں سے بدایون گئے اور اسی جگہ سکونت اختیار کرلی۔ اتفاقاً ان دونوں بزرگوں کے درمیان رشتہ ہوگیا۔ خواجہ عرب نے اپنی لڑکی رابعہ وقت بی بی زلیخا کا (عقد) نکاح سلطان المشائخ کے والد ماجد خواجہ احمد بن علی کے ساتھ کردیا۔ حق تعالیٰ نے ان دونوں صدف (سیپ) سے سلطان المشائخ کی صورت میں وہ گوہر پیدا فرمایا جو سرمایہ کرامت و عشق و محبت تھا۔ (۲)

ولادت مبارک:۔ آپ ۲۷ صفر ۶۳۶ھ میں آخری چہار شنبہ کے دن بعد طلوع آفتاب اس

عالم میں رونق افروز ہوئے۔ (۳)

بچپن:۔ حضرت محبوب الہٰی کی ابھی عمر بہت ہی کم تھی کہ آپ کے والد ماجد حضرت سید احمد کا وصال ہوا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ جس وقت آپ کے والد ماجد نے رحلت فرمائی اس وقت حضرت سلطان المشائخ کی عمر پانچ سال تھی۔ (۴)

تعلیم:۔ آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کو مکتب میں بھیجا۔ کچھ ہی عرصہ میں آپ نے قرآن شریف ختم کیا۔ (۵)

اس کے بعد مولانا علاء الدین اصولی سے قدوری ختم کی۔ جنہوں نے دستار فضیلت باندھنے کی تقریب میں علماء و مشائخ کو مدعو کیا۔ دستار فضیلت باندھتے وقت بعض بزرگوں نے یہ پیشن گوئی فرمائی کہ "ایں بزرگ خواہد شد"۔ (۶)

آپ نے مولانا شمس الدین سے "مقامات حریری" حفظ کی۔ آپ نے تمام علوم ظاہری میں کمال حاصل کیا۔ دہلی پہنچ کر آپ نے مولانا کمال الدین محدث سے "مشارق الانوار" کی سند حاصل کی۔ ۷

آپ نے اپنے مرشد حضرت بابا فرید گنج شکرؒ سے عوارف المعارف اور تمہید ابو شکور سالمی سے پڑھی۔

بابا فرید الدین گنج شکر سے غائبانہ ارادت:۔ جس وقت حضرت محبوب الہٰی کی عمر بارہ سال تھی۔ آپ اپنے استاد حضرت مولانا علاء الدین اصولی کے پاس علم لغت حاصل کرنے میں مشغول تھے۔ کہ ایک ابو بکر نامی قوال نے سفر سے آ کر اپنے سیر و سیاحت کے واقعات بیان کئے۔ اور بتایا کہ میں نے حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کی مجلس میں نعت سنائی اور قوالی کی۔ وہ بڑے عابد، زاہد، متقی اور صاحب کرامت بزرگ ہیں۔ آپ کے گھر کے خادم اور کنیزیں بھی آٹا گوندتے ذکر خداوندی میں مشغول رہتی

ہیں۔ ملتان سے چل کر پاک پٹن آیا۔ میں نے وہاں ایک درویش کی زیارت کی نہیں بلکہ ایک شہنشاہ کی زیارت کی۔ ان کا نام فرید الدین تھا۔ وہ کرامت، ورع، تقوی میں ساری دنیا میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ وہ مریدوں کو بیعت کرتے وقت اللہ تک پہنچا دیتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے انہیں اپنی روحانی نعمتوں کا قاسم بنا کر بھیجا ہے۔ حضرت شیخ نظام الدین قدس سرہ نے اس قوال کی باتیں سنیں۔ تو آتش شوق آپ کے دل میں شعلہ زن ہوئی۔ اور بابا فرید کی نسبت دل میں ایک قدرتی محبت پیدا ہوئی۔

(۸)

دہلی میں قیام:۔ حضرت محبوب الٰہی بعد تحصیل علوم ظاہری بدایون سے ہجرت کر کے دہلی تشریف لائے۔ آپ کی والدہ محترمہ بھی آپ کے ساتھ تھیں۔ دہلی میں آپ نے مستقل سکونت اختیار فرمائی۔ دہلی میں حضرت محبوب الٰہی کئی سال تک تحصیل علم میں مشغول رہے۔ آپ نے مولانا امین الدین احمد صاحب محدث کی صحبت سے کافی فیض اٹھایا۔ آپ جب دہلی تشریف لائے۔ تو آپ نے حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے بھائی اور خلیفہ حضرت شیخ نجیب الدین متوکلؒ کے پڑوس میں رہنا شروع کیا۔

(۹)

اتفاق سے آپ کی ملاقات حضرت شیخ نجیب الدین متوکلؒ سے ہوئی۔ آپ نے ان کی صحبت اختیار کی۔ اس زمانے میں حضرت محبوب الٰہی کی والدہ ماجدہ انتقال کر گئیں۔ حضرت شیخ اکیلے رہ گئے۔ اپنی تنہائی حضرت شیخ نجیب الدین متوکلؒ کی صحبت میں گزارتے تھے۔ اور ان سے مل کر خوش ہوتے تھے۔

(۱۰)

قاضی بننے کی خواہش:۔ انہی دنوں ایک مرتبہ حضرت شیخ نجیب الدین متوکلؒ کی خدمت میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے حضرت شیخ نجیب الدین متوکلؒ سے عرض کیا کہ دعا فرمائیے "کہ مجھے قاضی کا منصب مل جائے" اور میں خلق خدا کے ساتھ انصاف کروں"۔ حضرت شیخ خاموش ہو گئے۔ کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت محبوب الٰہی نے خیال کیا کہ شاید میری بات نہیں سنی۔ پھر کسی قدر زور سے کہا کہ "میں امیدوار ہوں کہ مجھے قاضی کا منصب مل جائے"۔ اس بات کو سنتے ہی انہوں نے فرمایا "کہ انشاء اللہ

تعالیٰ تم ہرگز قاضی نہیں ہوگے۔ لیکن تم وہ چیز ہوگے جو میں جانتا ہوں۔ (۱۱)

نہیں تیرا نشیمن قصر سلطانی کی گنبد پر
تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر

زندگی کی کایا پلٹ گئی:۔ آپ رات جامع مسجد میں بسر کرتے تھے۔ ایک روز صبح ہوئی تو مؤذن نے مینار پر چڑھ کر یہ آیت پڑھی۔

الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ ٥

ترجمہ:۔ "کیا مؤمنوں کے واسطے وہ وقت نہیں آیا ہے کہ ان کے دل ذکر الٰہی کے واسطے جھک جائیں"۔

حضرت محبوب الٰہی نے جب یہ آیت سنی۔ تو آپ کے اوپر ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی۔ آپ کی حالت میں انقلاب پیدا ہوگیا۔ اور آپ پر ہر طرف سے انوار الٰہی کی بارش ہونے لگی۔ (۱۲)

بابا فرید الدین کی خدمت میں حاضری:۔ آپ پر شوق ارادت غالب تھا۔ آپ بغیر کسی زاد راہ اجودھن روانہ ہوگئے۔ بدھ کے دن ۱۱ رجب المرجب ۶۵۶ھ میں پہنچے۔ بعد نماز ظہر بابا صاحب کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔ (۱۳)

کہتے ہیں کہ جس دن حضرت خواجہ نظام الدینؒ حضرت بابا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت بابا صاحب نے آپ کو دیکھ کر یہ شعر پڑھا۔

اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ
سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ۔ (۱۴)

بیعت و خلافت:۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ نے اسی روز حضرت محبوب الٰہی کو وہ ٹوپی عنایت فرمائی۔ جو آپ اوڑھے ہوتے تھے۔ علاوہ آپ کو اور تبرکات بھی عطا کئے۔ خرقہ۔ نعلین۔ مصلے اور عصا آپ کے سپرد فرمایا۔ پھر حضرت محبوب الٰہی سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ "اے نظام الدین! میں

چاہتا تھا کہ ولایت ہندوستان کسی اور کو دوں۔ مگر تم راستے میں تھے۔ کہ مجھ کو غیب سے ندا پہنچی کہ ابھی ٹھہرے رہو۔ نظام الدین بدایونی آتے ہیں۔ اور وہی اس ولایت کے لائق ہیں۔ انہیں کو دینا چاہئے"۔ (۱۵)

حضرت بابا صاحب نے خلافت نامہ عطا کرتے وقت یہ تاکید فرمائی کہ دہلی جاتے وقت ہانسی میں مولانا جمال الدین کو دکھائیں۔ (۱۶)

حضرت محبوب الٰہی اپنے پیر و مرشد سے رخصت ہو کر مولانا جمال الدین کے پاس ہانسی پہنچے اور ان کو حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کا عطا کردہ خلافت نامہ دکھایا۔ مولانا جمال الدین بہت خوش ہوئے اور خلافت نامہ پر یہ شعر لکھ دیا۔

ہزاراں درود و ہزاراں سپاس

کہ گوہر سپردہ بہ گوہر شناس (۱۷)

<u>دہلی میں سکونت:۔</u> دہلی واپس آکر آپ نے اپنے پیر و مرشد کے فرمان کے مطابق، ریاضت و مجاہدہ میں وقت گزارا اور یاد الٰہی میں مشغول رہنے لگے۔ آپ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔

<u>سکونت میں تبدیلی:۔</u> آپ پر شغل باطن کے استغراق کا اسقدر غلبہ رہتا تھا کہ خلقت سے بالکل الگ رہتے تھے۔ آپ مختلف مقامات پر گمنامی کی حالت میں رہنے لگے۔ لیکن آپ کا جمال ولایت جو آفتاب سے بھی زیادہ روشن تھا کس طرح مخفی رہ سکتا تھا۔ ہر طرف سے خلقت آپ کی طرف آنے لگی۔ ایک دن تنگ آکر شہر سے باہر چلے گئے اور بہ اشارہ غیبی آپ ایک چھوٹے سے گاؤں غیاث پور میں رہنے لگے اور آپ نے باقی عمر غیاث پور میں گزاری۔

<u>مجاہدات و ریاضیات:۔</u> سلطان المشائخ حضرت محبوب الٰہی نے آغاز جوانی سے لیکر تیس سال نہایت سخت مجاہدات کئے۔ آپ نے تیس سال مزید مجاہدات آخر عمر تک کئے دنیاوی فتوحات اور اقبال کے باوجود آپ کی بندگی بے اندازہ تھی۔ آپ کی ذات بابرکات تمام دنیاوی علائق سے مبرا تھی۔ اور جو ریاضات اور مجاہدات آپ نے اپنے اوپر لئے ہوتے تھے۔ آخری عمر تک بجالاتے رہے۔ آپ ہمیشہ روزہ سے رہتے۔ جب سحری کا وقت ہوتا تو خادم آتا اور دروازے کو کھٹکھٹاتا۔ حضرت محبوب الٰہی دروازہ

کھولتے۔ ہر قسم کا کھانا آپ کے سامنے لایا جاتا۔ آپ اس میں سے تھوڑا سا تناول کر کے باقی کے لئے فرماتے کہ چھوٹوں کے لئے محفوظ رکھو۔ سحری کے کھانے لانے کی خدمت آپ کے ایک خادم عبدالرحیم کے سپرد تھی۔ خواجہ عبدالرحیم فرماتے ہیں کہ

"اکثر اوقات ایسا ہوتا کہ سلطان المشائخ سحری بالکل تناول نہ فرماتے۔

میں عرض کرتا کہ مخدوم! آپ افطار میں بہت کم کھاتے ہیں۔ اگر سحر میں بھی آپ کچھ نہ کھائیں گے تو ضعف زیادہ ہو جائے گا"۔ یہ سن کر آپ رونے لگتے اور فرماتے۔ "کتنے مسکین اور درویش مسجدوں کے کونوں اور دکانوں میں بھوکے اور فاقے سے سو رہے ہیں۔ یہ کھانا میرے حلق میں کیسے اتر سکتا ہے"۔ چنانچہ کھانا اسی طرح اٹھالیا جاتا ہے۔ (۱۸)

طور طریق:۔ جس روز سے آپ خواجگان چشت کے سجادہ پر بیٹھے ہر قسم کے لوگ آکر قدم بوسی حاصل کرتے تھے۔ آپ قبلہ رو ہو کر بیٹھتے اور شغل باطنی میں اس طرح حق تعالیٰ کی طرف مشغول رہتے گویا۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہیں۔ آپ ہر ایک سے شفقت سے پیش آتے۔ اور ان کے پرسان حال ہوتے تھے۔ علاوہ ازیں آپ غرباء و مساکین کو کھانا اور کپڑا عطا فرمایا کرتے تھے۔ زیارت کرنے والوں کو اپنے پاس بلاتے اور ان کے حال کے مطابق سلوک اور طلب حق کی باتیں کرتے تھے۔ اور قسم قسم کے حقائق و معارف بیان فرماتے تھے۔ آپ بظاہر آنے والوں سے گفتگو میں مشغول رہتے۔ لیکن باطناً پورے طور پر حق تعالیٰ کی طرف متوجہ رہتے۔

ہرگز وجود حاضر و غائب شنیدہ
من درمیان جمع و دلم جائے دیگر است
(شیخ سعدیؒ)

اس وقت آپ کے چہرہ مبارک پر اسقدر نور و جلال کبریائی ہوتا تھا کہ کوئی شخص آپ کو نظر اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا تھا۔ نہ کلام کر سکتا تھا۔ جو کچھ آپ فرماتے تھے سب لوگ سر جھکائے سنتے رہتے تھے۔ شہر کے علمائے ظہر جو اہل تصوف سے تعصب میں مشہور تھے سب اپنے دماغ سے اعونت نکال کر آتے تھے۔ اور آستانہ عالیہ پر حاضر ہو کر سرنگوں رہتے تھے۔

جاری ہے

گزشتہ سے پوستہ

انوار علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم

حدیث ۴۰ / ۲:- انبانا احمد (۱) بن یحییٰ الکوفی الصوفی قال حدثنا علی (۲) و ھوابن قادم قال انبانا اسرائیل (۳) عن عبداللہ (۴) بن شریک عن الحراث (۵) بن مالک قال اتیت مکتہ فلقیت سعد بن ابی وقاص فقلت ھل سمعت لعلی منقبتہ قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی المسجد فنودی فینا لیلتہ لیخرج من فی المسجد الا ال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآل علی فلما اصبح اتاہ عمہ فقال یارسول اللہ اخرجت اصحابک و اعمامک وسکنت ھذا الغلام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما انا امرت باخراجکم ولا باسکان ھذا الغلام ان اللہ ھو امر بہ، قال ابو عبدالرحمٰن قال فطر عن عبداللہ بن شریک عن عبداللہ بن الرقیم عن سعد ان العباس اتی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال سددت ابوابنا الا باب علی فقال ما انا فتحتھا ولا انا سددتھا ولکن اللہ فعل ذالک

ترجمہ:- حرب بن مالک سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ میں مکہ مکرمہ آیا تو سعد بن وقاص سے ملا، پس میں نے کہا کہ کیا تو نے جناب علی المرتضیٰ کی کوئی منقبت سنی ہے۔ کہا ہم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مسجد میں موجود تھے پس ہم سے ایک شخص نے رات کو آواز دی کہ سوائے آل رسول اور آل علی کے، سب مسجد سے چلے جائیں۔ صبح ہونے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا آئے۔ پس عرض کیا یارسول اللہ ! آپ نے تو اپنے صحابہ اور اپنے چچاؤں کو نکالا اور اس لڑکے کو رہنے دیا۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے نہ تو تمہارے نکل جانے کا اور نہ ہی اس لڑکے کے رہنے کا حکم دیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اسی طرح کا حکم دیا تھا۔ ابو عبدالرحمٰن نے فرمایا..... کہ جناب عباس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے اور عرض کیا کہ آپ نے سارے دروازے بند

کردیئے مگر علی کا دروازہ بند نہیں کیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ نہ تو میں نے از خود اس کا دروازہ کھولا اور نہ از خود انہیں بند کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ کام اسی طرح کیا ہے۔

حل لغت:۔ منقبۃ۔ تعریف، فضیلت۔ اس کی جمع مناقب ہے۔

تشریح:۔ ارشاد ہے۔ "کیا تو نے جناب علی المرتضیٰ کی کوئی منقبت سنی ہے۔" یعنی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، کیا آپ نے جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی کوئی تعریف یا فضیلت سنی ہے تو مجھے ضرور بیان کرو، ارشاد ہے۔ "میں نے نہ تو تمہارے نکل جانے کا اور نہ ہی اس لڑکے کے رہنے کا حکم دیا مگر اللہ تعالیٰ نے اسی طرح کا حکم دیا تھا۔" یعنی یہ بلند درجہ، یہ گرامی قدر منزلت یہ فضیلت عظیمہ جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو نصیب ہوئی اور کسی دوسرے صاحب کو نہیں ملی۔ اور یہ سب من جانب اللہ تھی۔ یہ حکم میں نے اللہ تعالیٰ کے احکام کے ماتحت دیا ہے۔ آپ صاحبان کو اس پر کوئی کلام یا گفتگو نہیں کرنی چاہئے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جب جناب امام الاولیاء علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنی خاص خاص عنایتوں اور فضیلتوں سے نوازتا ہے تو تمام لوگوں کو چاہئے کہ ان منقبتوں کا کھلے دل سے برضا و رغبت اعتراف کریں۔ امام نسائی فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن شریک معتبر نہیں۔ اور نہ میں حرب بن مالک کو جانتا ہوں اور نہ عبداللہ بن رقیم کو کہ اس نے سعد سے روایت کی ہو۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عباس کو یہ حدیث بتائی۔

اسماء الرجال

حدیث ۴۰/ ۴۲:۔ نمبر ۴۰۔ ۱۔ احمد بن یحییٰ بن زکریا الکوفی الصوفی الاودی ابو جعفر الکوفی العابد المشہور بالصوفی من رجال حفاظ اھل السنۃ کالنسائی والبخاری وغیرھما فی غیر الصحاح توفی سنۃ ۲۶۴ھ۔ (التقریب / ۱۷) روی عن شریک القاضی وابی اسامۃ و محمد بن بشر واسحاق السلولی وغیرھم۔ وعنہ النسائی والبخاری فی التاریخ و ابن ابی حاتم والبجیری وابن ابی داؤد ابوبکر البزاز وجماعۃ وقال ابو حاتم ثقۃ وقال النسائی لاباس بہ ... قلت وذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال البنانی الصوفی (التہذیب، ۱/ ۸۸/ ۸۹)

نمبر ۴۰-۲- علی بن قادم الخزاعی ابوالحسن الکوفی من رجال ابی داؤد والترمذی والنسائی توفی سنۃ (۲۱۲ او ۲۱۳) روی عن الاعمش و سعید بن ابی عروبۃ وفطر بن خلیفۃ و علی بن صالح و یونس بن ابی اسحاق ... مسعر و شریک القاضی و غیرھم۔ وعنہ القاسم بن زکریا بن دینار و سلیمان بن عبدالجبار و سہل بن صالح الانطاکی و یوسف بن موسی القطان .... والحسن بن سلام السواق و آخرون۔ قال ابن معین ضعیف وقال ابوحاتم محلۃ الصدوق وقال الاجری عن ابی داؤد قال ابو ماتقی احد کان یختلف معنا الی سفیان غیرہ وذکرہ ابن حبان فی الثقات۔ (التہذیب، ۷ / ۳۷۴)

نمبر ۴۰-۳- اسرائیل۔ ملاحظہ کیجئے اسماء الرجال حدیث ۲۶-۳

نمبر ۴۰-۴- عبداللہ بن شریک۔ عبداللہ بن شریک العامری الکوفی صدوق ہے، یتشیع، افراط الجوزجانی فکذبہ طبقہ الثالثہ سے ہے (تقریب ۱۷۷)

نمبر ۴۰-۵- الحارث بن مالک ملاحظہ کیجئے اسماء الرجال حدیث ۶۰-۵

حدیث ۴۱ / ۳ اور حدیث ۴۲ / ۴:- یہ دونوں احادیث ۴۰ / ۲ کی مانند ہیں جو اوپر گذر چکی ہیں۔

خوباں چو بادہ خوردن من جرعہ خوار ایشان
ہر جرعہ کہ خوردہ سر بر زمین نہادہ۔ (۱۹)

ترجمہ:- حسینوں نے جب میرے شراب پیتے وقت ایک دو گھونٹ پیے۔ ہر گھونٹ پیتے ہی سر زمین پر رکھتے گئے۔

گذشتہ سے پیوستہ

سیر السلوک الیٰ ملک الملوک

ساتواں باب

مدیر اعلیٰ

ساتواں باب نفس مطمئنہ کے متعلق ہے جس میں نفس مطمئنہ کی سیر، اس کے عالم (جہان)، محل (جگہ)، حال (کیفیت)، وارد اور صفات کا بیان ہے نیز اس مقام سے پانچویں مقام پر ترقی پانے کا ذکر بھی ہے۔

پس اس کی سیر اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اور اس کا عالم حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، محل اس کا سر (راز) ہے۔ حال اس کا اطمینان صادق ہے، اس کا وارد اسرار شریعت ہے، اور اس کی جود (سخاوت)، توکل، حلم (بردباری)، عبادت، شکر، احکام الٰہی پر راضی رہنا اور تکالیف و آزمائش میں صبر کرنا ہے۔

اور سالک کے اس مقام میں داخل ہونے کی نشانیاں یہ ہیں کہ وہ ظاہر و پوشیدہ کسی بھی حال میں متابعت شریعت سے منہ نہیں موڑتا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق و اقوال کے بغیر نہ ہی لذت پاتا ہے اور نہ ہی اطمینان حاصل کرتا ہے۔ (اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس کی یہ کیفیت یہ ہوجاتی ہے)۔ کہ وہ کتاب میں پڑھے یا کسی سے سنے بغیر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کی متابعت کرتا ہے اور کوئی بات بھی ان کے خلاف نہیں کرتا۔ اس لئے کہ وہ بغیر محسوسات کے سماعت کرتا ہے وہ کچھ جو اللہ

تبارک و تعالیٰ جل جلالہ اس کے قلب پر القا فرماتا ہے۔ یہ شرم و حیاء اور ادب و احترام کے سمندر میں غوطہ زن رہتا ہے اور ہر وقت اس پر خشیت و ہیبت طاری رہتی ہے۔ عزت و وقار اور عوام الناس میں مقبولیت کا لباس اسے پہنا دیا جاتا ہے۔ اور کون و مکان کی حقیقت اس پر ظاہر ہو جاتی ہے۔

پس سالک کے لئے اس مقام میں ضروری ہے کہ وہ خلوت (تنہائی) اختیار کرے اور اللہ جل جلالہ کی طرف متوجہ ہو چونکہ تم اس وقت کمال کے ادنیٰ درجات پر ہو۔

لہٰذا تمہارے لئے تمام اوقات میں مخلوق کے ساتھ ملنا مناسب نہیں اس لئے کہ راہ سلوک کے باقی بلند مقامات تک تمہاری ترقی منقطع نہ ہو جائے پس جب تمہیں فائدہ تنہائی میں حاصل ہو تو یک سو ہو جاؤ اور جب مخلوق کے ساتھ ملنے میں فائدہ نظر آئے تو لوگوں سے ملاقات کرو اور عوام کے ساتھ ملاپ سے حاصل ہونے والے فائدے کی نشانی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے علم الصدور (علم لدنی) سے نہ کہ کتابی علم سے جو کچھ عطا کیا ہے آنے والے اس سے مستفیض ہوں۔

اس چوتھے مقام پر چوتھے اسم مبارک کے ساتھ مشغول ہو جا اور وہ اسم "الحق" ہے حرف ندا کے ساتھ یعنی "یا حق" یا اس کے بغیر یعنی صرف "حق" پس اس اسم مبارک کا ذکر کثرت سے کیجئے اور اس دوران جو کچھ تم پر آشکارا ہو اس کی طرف توجہ نہ کر اور اللہ تعالیٰ سے دعا کر کہ تیرے لئے ایسی چیز ظاہر نہ فرمائے جو تجھے رب تعالیٰ کے حضور سے جدا کرنے کا سبب بن جائے۔ پس تم پر اس کی طرف سے جو کشف ہو گا وہ قرب الٰہی سے تیری دوری کا ذریعہ بنے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ قرب کے منازل میں وہی سالک داخل ہوتا ہے جو عبد خاص ہو جسے خوارق عادات اور اس قسم کی کوئی بھی چیز دھوکے میں مبتلا نہیں کر سکتی۔